سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۹۷

کیفِ روحانی کیسے حاصل ہو؟

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ گلشن اقبال کراچی

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۷۹

کیفِ روحانی کیسے حاصل ہو؟

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

حسب ہدایت وارشاد

حکیم الامت حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم

بہ فیضِ صحبتِ ابرار یہ دردِ محبت ہے
بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اس کی اشاعت ہے

محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہیں تیرے نازوں کے
جو میں نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے ارشاد کے مطابق حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جملہ تصانیف و تالیفات

محی السنۃ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ

اور

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

ضروری تفصیل

وعظ : کیفِ روحانی کیسے حاصل ہو؟

واعظ : عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ : ۲۸ جمادی الثانی ۱۴۰۷ھ مطابق ۲۷ فروری ۱۹۸۷ء بروز جمعۃ المبارک

مقام : مسجد اشرف خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

مرتب : حضرت سید عشرت جمیل میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ اشاعت : ۲/ شعبان المعظم ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۱/ مئی ۲۰۱۵ء بروز جمعرات

زیرِ اہتمام : شعبہ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال، بلاک ۲، کراچی

پوسٹ بکس:11182 رابطہ:+92.21.34972080، +92.316.7771051

ای میل:khanqah.ashrafia@gmail.com

ناشر : کتب خانہ مظہری، گلشن اقبال، بلاک نمبر ۲، کراچی، پاکستان

قارئین و محبین سے گزارش

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کراچی اپنی زیرِ نگرانی شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی شائع کردہ تمام کتابوں کی ان کی طرف منسوب ہونے کی ضمانت دیتا ہے۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی تحریری اجازت کے بغیر شائع ہونے والی کسی بھی تحریر کے مستند اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہونے کی ذمہ داری خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کی نہیں۔

اس بات کی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہٗ کی کتابوں کی طباعت اور پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ! اس کام کی نگرانی کے لیے خانقاہ امدادیہ اشرفیہ کے شعبۂ نشر و اشاعت میں مختلف علماء اور ماہرین دینی جذبے اور لگن کے ساتھ اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اس کے باوجود کوئی غلطی نظر آئے تو از راہ کرم مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو کر آپ کے لیے صدقۂ جاریہ ہو سکے۔

(مولانا) محمد اسماعیل

نبیرہ و خلیفہ مُجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

ناظم شعبۂ نشر و اشاعت، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ

عنوانات

مغرب کی دو رکعت سنتِ مؤکدہ بھی اوّابین میں شامل ہیں ۵
تھوڑا لیکن ضروری عمل نجات کے لیے کافی ہے ۶
خدا کو ہر وقت یاد رکھنا اللہ کے عاشقوں کا کام ہے ۷
کثرتِ ذکر قربِ الٰہی کا موجب ہے ۷
نفل نماز جگہ بدل بدل کر پڑھنے کی دلیل ۹
غلط طریقے سے نماز پڑھنے پر اس کو دُہرانا واجب ہے ۹
عشاء میں بجائے ۱۷ رکعات کے ۹ رکعات پڑھنا کافی ہے ۱۰
نماز میں دل لگانے کا ایک عجیب مراقبہ ۱۱
امت کو بشارت سے دین پر لائیں ۱۱
دل میں اللہ کی محبت پیدا ہونے کی علامات ۱۲
مال کی کثرت فخر کی چیز نہیں ہے ۱۲
عقل سے کوئی خدا تک نہیں پہنچ سکتا ۱۳
دنیا میں بھی اللہ والوں کے سوا کسی کو چین حاصل نہیں ۱۴
عشقِ مجازی خدا کی رحمت سے دوری کا سبب ہے ۱۵
خدا کے نافرمان کی زندگی تلخ کردی جاتی ہے ۱۵
حصولِ ولایت کا دارومدار صحبتِ اہل اللہ پر ہے ۱۶
راہِ سلوک اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر طے نہیں ہوسکتی ۱۶
گناہوں کی نحوست کے اثرات ۱۷
باطل سے بچنے اور راہِ حق پر چلنے کے لیے ایک مسنون دعا ۱۸
نفس و شیطان کو خوش کرنے کے لیے اللہ سے دوستی مت توڑو ۱۹
نظر بچانے سے سنتِ صحابہ ادا ہونے پر ایک عجیب استدلال ۲۱
متقی لوگوں کی حیات بالطف ہوجاتی ہے ۲۲
عشقِ مجازی عذابِ الٰہی ہے ۲۳
ذاکر گناہ گار اور غافل گناہ گار میں فرق ۲۴
گناہوں سے بچنے کا پہلا نسخہ ۲۵
ستّر ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھنے کی فضیلت ۲۶
گناہوں سے بچنے کا دوسرا نسخہ ۲۷
موت کا مراقبہ ہر ایک کے لیے مفید نہیں ہے ۲۷
گناہوں سے بچنے کا تیسرا نسخہ ۲۸

www.khanqah.org

کیفِ روحانی کیسے حاصل ہو؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى اَمَّا بَعْدُ
فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ ۫ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۙ﴿۱﴾
الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا ؕ
وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۙ﴿۲﴾ [1]

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ مبارک ہے وہ ذات، بابرکت ہے وہ ذات جس کے قبضے میں سارا جہاں ہے، جس نے موت اور حیات کو پیدا فرمایا تاکہ آزمائش کرلے اپنے بندوں کی کہ وہ اچھے عمل کرتے ہیں یا بُرا عمل کرتے ہیں اور وہ زبردست طاقت والا اور زبردست مغفرت والا ہے۔

مغرب کی دو رکعت سنتِ مؤکدہ بھی اوّابین میں شامل ہیں

اس وقت میں یہ عرض کررہا ہوں کہ میں اپنے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو مغرب کی اوّابین میں دیکھا کرتا تھا کہ وہ دو رکعت نفل ایک جگہ پڑھتے تو دو رکعت ذرا سا ہٹ کے پڑھتے تھے، پھر تھوڑا سا کھسک کے دو رکعت پڑھ لیتے تھے، یعنی جگہ بدل بدل کر مختلف جگہوں پر نفل پڑھتے تھے۔ یہاں پر ایک مسئلہ بھی عرض کردوں کہ اگر کسی کو ضعف ہے تو دو رکعت سنتِ مؤکدہ بھی اوّابین میں شامل ہیں اور ضعف ہو یا نہ ہو مسئلہ تو علم میں رہنا

---

[1] الملک:۱-۲

چاہیے یعنی اگر کوئی تین رکعات مغرب کے فرض پڑھ لے پھر دو رکعت سنتِ مؤکدہ پڑھ لے، اس کے بعد چار رکعات نفل پڑھ لے تو اس کی دو رکعت سنت مؤکدہ بھی اوّابین میں شامل ہو جائیں گی اور قیامت کے دن اس کا چھ رکعات اوّابین پڑھنے والوں میں شمار ہو گا۔ احادیث کے الفاظ بھی یہی بات بتاتے ہیں مَنْ صَلّٰی بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَکَعَاتٍ الخ[۲] یعنی جو فرض نماز پڑھنے کے بعد چھ رکعات پڑھے، تو اس میں سنتِ مؤکدہ بھی شامل ہے۔ لیکن اگر کوئی زیادہ پڑھنا چاہے تو اس کی ممانعت نہیں ہے کیوں کہ اوّابین کی بارہ رکعات بھی ثابت ہیں اور بیس رکعات بھی ثابت ہیں۔

تھوڑا لیکن ضروری عمل نجات کے لیے کافی ہے

یہ ضروری بات اس لیے عرض کر دی کہ بعض وقت نفس زیادہ عمل کے خوف سے تھوڑا عمل بھی چھڑوا دیتا ہے بلکہ شروع ہی نہیں کرواتا جیسے سترہ رکعات کے خوف سے بہت سے لوگ عشاء کے فرض بھی نہیں پڑھتے، کہتے ہیں کہ میاں! سترہ رکعات کون پڑھے۔ کرکٹ کھیلنے کے لیے تو ان کے پاس وقت ہوتا ہے، اس وقت تو گھڑی بھی نہیں دیکھتے، اس وقت تو ان کو ایسا مزہ آتا ہے کہ بس کچھ نہ پوچھو لیکن نماز میں پتا چلتا ہے کہ بڑی بھاری ہے، اور نماز واقعی بھاری ہے، اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا ہے کہ نماز بہت بھاری ہے:

وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ ﴿۴۵﴾[۳]

نماز بہت بھاری ہے مگر کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ ان پر بھاری نہیں ہے بلکہ ان کی زندگی کی لذت اور حیات اسی پر موقوف ہے، جیسے سانپ کو پانی میں رہنا بھاری ہے لیکن مچھلیوں کو پانی میں رہنا بھاری نہیں ہے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

دائم اندر آب کارِ ماہی است
مار را با او کجا ہمراہی است

---

[۲] جامع الترمذی: ۹۸/۱، باب ما جاء فی فضل التطوع ست رکعات، ایچ ایم سعید

[۳] البقرۃ: ۴۵

خدا کو ہر وقت یاد رکھنا اللہ کے عاشقوں کا کام ہے

جس طرح ہر وقت پانی میں رہنا مچھلیوں کا کام ہے اسی طرح ہر وقت خدائے تعالیٰ کی یاد میں رہنا اللہ والی مچھلیوں کا کام ہے یعنی اللہ والی روحوں کا کام ہے جو حق تعالیٰ کی عاشق ہیں ورنہ سانپ کو مچھلی کا مقابلہ کرنے کی کہاں سے جرأت ہو سکتی ہے، مار معنٰی سانپ کے ہیں جیسے کہتے ہیں یہ مارِ آستین ہے یعنی آستین کا سانپ ہے، اس سے ڈرو۔ تو مار یعنی سانپ کو مچھلی کے ساتھ مقابلہ کرنے اور پانی میں ہر وقت رہنے کی طاقت کہاں سے آسکتی ہے، کیوں کہ اس کے اندر زہر بھرا ہوا ہے اور زہر کا تقاضا ہے کہ وہ لوگوں کو ڈستا پھرے اور مچھلیاں جو ہیں وہ بالکل خیر ہیں، سوائے کانٹے کی ایک کنگھی کے، لیکن پھر بھی وہ کھائی جاتی ہیں لیکن اگر سانپ کو کوئی کھائے گا تو مر جائے گا، تو مچھلی کو اللہ تعالیٰ نے یہ شرف بخشا ہے کہ پانی میں ہر وقت رہنا ان ہی کا کام ہے اور سانپ کو مچھلی کے برابر کہاں ہمراہی اور رفاقت نصیب ہو سکتی ہے۔ اسی لیے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ اللہ والوں کو فرماتے ہیں ؎

ماہیانِ قعرِ دریائے جلال

اللہ تعالیٰ کے دریائے قرب کی گہرائیوں میں یہ مچھلیاں یعنی اللہ والے اتنا ذکر کرتے ہیں کہ ان کے پاس نور کا دریا بہتا ہے۔ اس سے متعلق ایک شاعر کا شعر ہے ؎

شاہوں کے سروں میں تاجِ گراں سے دردسا اکثر رہتا ہے
اور اہلِ صفا کے سینوں میں اِک نور کا دریا بہتا ہے

کثرتِ ذکر قربِ الٰہی کا موجب ہے

جو جتنا زیادہ خدا کو یاد کرتا ہے اتنا ہی اس کا دریائے قربِ خدا گہرا ہوتا جاتا ہے، اتنا ہی اس کے دریا میں زیادہ پانی آتا ہے اور دریا جتنا گہرا ہوگا مچھلیاں اس میں اتنی ہی عافیت سے رہیں گی، اگر کوئی کم پانی والا مثلاً دو چار فٹ گہرا ندی نالہ ہے تو معمولی سی گرمیوں میں ہی مچھلیاں بے ہوش ہو جائیں گی کیوں کہ سورج کی شعاعیں پانی کو گرم کر دیتی ہیں، لیکن جو گہرے دریا ہیں ان کی گہرائی میں گرمیوں کے مہینوں یعنی اپریل، مئی، جون میں بھی سورج کی شعاعیں نہیں

پہنچتیں۔ گرمیوں کے ان مہینوں کے بارے میں اکبر الہ آبادی کا ایک شعر یاد آگیا ؎

پڑ جائیں ابھی آبلے اکبرؔ کے بدن میں
پڑھ کر جو کوئی پھونک دے اپریل مئی جون

سنا آپ نے اس ظالم نے کس قدر زبردست تعبیر کی ہے۔ دیکھو! شاعر بھی بڑے ظالم ہوتے ہیں۔ اب بتائیے! کیا شان ہے یعنی اپریل، مئی، جون کی گرمی کو اکبر اس طرح بیان کر رہے ہیں کہ میاں! وہ اتنی شدید ہوتی ہے کہ اگر تم ان کے نام ہی ہم پر پڑھ کے پھونک دو تو بدن پر آبلے پڑ جائیں۔ تو اگر گرمیوں میں دریا کے اوپر کا حصہ گرم ہو جائے تو مچھلیاں دریا کی گہرائیوں میں ٹھنڈے پانی میں پہنچ جاتی ہیں لیکن جس دریا میں پانی ہی کم ہو تو وہ حوادث سے متأثر ہو جاتی ہیں۔ ایسے ہی جب کمزور ایمان والوں اور اللہ تعالیٰ کو کم یاد کرنے والوں پر دنیا کے حوادث آتے ہیں، آفتیں آتی ہیں، مصیبتیں آتی ہیں تو وہ بدحواس ہو جاتے ہیں کیوں کہ ان کے پاس ذکر کا گہرا دریا نہیں ہوتا کہ وہ ٹھنڈک میں جا کر، گوشۂ خلوت میں جا کر دو رکعت پڑھیں اور اللہ سے روئیں۔ لیکن جنہوں نے عافیت میں اللہ کو کم یاد کیا تو اگر ان کو تکلیفوں میں اللہ کو یاد کرنے کی توفیق ہو جائے تو یہ بھی بڑی غنیمت ہے بلکہ اللہ کی طرف سے انعام ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں فرمایا:

اُذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿۴۱﴾ ؎

یعنی ہمیں کثرت سے یاد کرنا۔ اور کم یاد کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے کیا فرمایا؟ ذرا ان کا لقب بھی دیکھ لو کہ ان کو کیا ڈگری ملی، ان کے لیے فرماتے ہیں:

لَا يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۱۴۲﴾ ؎

منافقین اللہ کو یاد نہیں کرتے مگر بہت تھوڑا، تاکہ مسلمان انہیں حقیر نہ سمجھیں، یعنی منافقین صرف لوگوں کو دکھانے کے لیے اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔

؎ الاحزاب:۴۱

؎ النسآء:۱۴۲

نفل نماز جگہ بدل بدل کر پڑھنے کی دلیل

تو اس پر بات ہو رہی تھی کہ شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نفلوں کو چاہے تہجد کی ہوں یا اوّابین کی جگہ چھوڑ چھوڑ کر پڑھتے تھے۔ اس وقت میرے ذہن میں اس کی کوئی دلیل نہیں تھی لیکن جب علامہ شمس الدین سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''مبسوط'' دیکھی جو پندرہ جلدوں میں ہے اور اس کے تیس اجزا ہیں، ایک ایک جلد میں دو دو جز ہیں۔ علامہ شمس الدین سرخسی کو حاکمِ وقت نے ناراض ہو کر ایک گہرے کنویں میں قید کروا دیا تھا اور انہوں نے اسی کنویں میں بیٹھ کر بغیر کسی کتب خانے کے فقہ کی اس عظیم کتاب یعنی ''مبسوط'' کی تیس جلدیں لکھ ڈالیں۔ جب وہ کچھ لکھ لیتے تھے تو ان کے شاگرد کنویں کے اوپر سے وہ اوراق اٹھا لیتے تھے۔ تو علامہ سرخسی فرماتے ہیں کہ عبادتوں میں تھوڑی تھوڑی جگہ بدلتے جاؤ تاکہ تمہارے خیر اور نیکیوں کے گواہوں کی تعداد بڑھ جائے، تو اب پتا چل گیا کہ فرض نماز کے بعد منتشر ہو جانے کا حکم کیوں ہے یعنی امام بھی اپنی جگہ سے ہٹ جائے اور مقتدی بھی اپنی جگہ سے اِدھر سے اُدھر ہو جائیں، صفیں بالکل منظم نہ ہوں تاکہ دیکھنے والا یہ نہ سمجھے کہ ابھی فرض نماز کی جماعت ہو رہی ہے۔ اسی طرح اگر کبھی اللہ کی یاد میں رونا نصیب ہو جائے تو آنسو بھی جگہ بدل بدل کے، جگہ چھوڑ چھوڑ کے گراؤ۔ اس پر ایک شاعر کا شعر یاد آگیا ؂

آنسو گرا رہا ہوں جگہ چھوڑ چھوڑ کے
دیوانہ بھاگا جائے ہے زنجیر توڑ کے

کبھی اللہ تعالیٰ کی ایسی رحمت بندوں کو نصیب ہو جاتی ہے کہ وہ دنیا کے تعلقات سے رسی تڑا کر بھاگنے کی کوشش کرتے ہیں ؂

کھینچی جو ایک آہ تو زنداں نہیں رہا
مارا جو ایک ہاتھ گریباں نہیں رہا

غلط طریقے سے نماز پڑھنے پر اس کو دُہرانا واجب ہے

تو میں عرض کر رہا تھا کہ عشاء کی سترہ رکعات کے خوف سے کالج کے نوجوان لڑکے

یا پروفیسر ان جو ابھی عبادت کے عادی نہیں ہیں گھبرا جاتے ہیں، کہتے ہیں کہ اتنی زیادہ رکعات پڑھنے سے تو بہتر ہے کہ سو جاؤ اور اگر پڑھتے بھی ہیں تو اس طرح پڑھتے ہیں کہ رکوع سے پورے نہیں اٹھتے کہ سجدے میں چلے جاتے ہیں، رکوع سے ذرا سے اٹھے، پینتالیس ڈگری کا زاویہ بنایا جبکہ رکوع سے بالکل سیدھے کھڑے ہونا یعنی نوّے ڈگری کا زاویہ بنانا واجب ہے، لیکن وہ وقت بچاتے ہیں کیوں کہ سترہ رکعات کا خوف طاری ہے، سترہ رکعات کے خوف سے کہ سونے میں دیر ہورہی ہے جلدی جلدی نماز پڑھتے ہیں، چاہتے ہیں کہ رکوع سے سیدھا کھڑے ہونے میں دو چار سیکنڈ بچائیں تاکہ ہر رکعت میں چند سیکنڈ بچ جائیں۔ اسی طرح دونوں سجدوں کے درمیان میں سیدھے نہیں بیٹھتے کیوں کہ سونے کی تیاری کرنی ہے کہ جلد سو جائیں۔ اللہ اکبر! اللہ تعالیٰ کی عبادت کے ساتھ یہ معاملہ ہے۔ دنیا کے ہر کام میں تو اطمینان ہے، کہتے ہیں کہ صاحب ذرا اطمینان سے بات کیجیے، لاہور سے کوئی بزنس مین آجائے اور کہے کہ جلدی جلدی آرڈر لکھو تو کہتے ہیں کہ صاحب! جلدی کیا ہے ذرا چائے تو پی لو کہیں گھبراہٹ میں آرڈر کم نہ لکھا جائے یا کہتے ہیں کہ ذرا بوتل لے آنا بھئی! یا کہتے ہیں کہ ٹھنڈا پیو گے یا گرم؟ افوہ! دنیا کے کاموں کے لیے اتنا اطمینان اور اللہ کی عبادت میں اتنی گھبراہٹ اور پریشانی کہ جلدی جلدی نماز پڑھی جائے۔ مسئلہ سمجھ لیجیے کہ جو دونوں سجدوں کے درمیان سیدھا نہیں بیٹھتا اس کی نماز نہیں ہوتی، دونوں سجدوں کے درمیان میں سیدھا بیٹھنا واجب ہے۔

عشاء میں بجائے ۱۷ رکعات کے ۹ رکعات پڑھنا کافی ہے

تو میں عرض کررہا تھا کہ جو عشق و محبت میں ابھی کمزور ہیں ان کو سترہ رکعات کی دہشت مت دلاؤ، ان سے نو رکعات پڑھواؤ اور میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تہجد تو خوب پڑھتے تھے مگر عشاء میں نو ہی رکعات پڑھتے تھے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ جو سترہ رکعات پڑھ رہے ہیں وہ چھوڑ دیں، میں یہ کہہ رہا ہوں کہ جو سترہ کے خوف سے پاسنگ نمبر بھی نہیں لے رہے ہیں اور عشاء کے فرض بھی چھوڑ دیتے ہیں یا سترہ رکعات کے خوف سے نماز کو اس بُری طرح سے پڑھتے ہیں جس کا دُہرانا واجب ہوتا ہے اور ان کی نماز ہی ضایع ہوجاتی ہے ان سے گزارش ہے کہ نو رکعات پڑھنے سے ان شاء اللہ جنت

مل جائے گی یعنی چار فرض، دو سنتِ مؤکدہ اور تین وتر پڑھ لیجیے۔

نماز میں دل لگانے کا ایک عجیب مراقبہ

مگر پورے اطمینان و سکون اور اس دھیان سے پڑھیے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو دیکھ رہے ہیں، سجدے میں، رکوع میں ہر وقت یہ سمجھیے کہ آج میری روح اللہ کی رحمت سے رکوع میں ہے، آپ تو اپنے جسم پر نظر رکھتے ہیں حالاں کہ اصل میں روح ہی رکوع کر رہی ہے، اگر جان نکل جائے تو دیکھوں کہ کون رکوع کرتا ہے، تو جب رکوع کیجیے تو یہ سوچئے کہ میری روح اس وقت جسم کی سواری کے ساتھ اللہ کے سامنے جھکی ہوئی ہے اور جب سجدہ کیجیے تو یہ سوچئے کہ میری روح ساجد ہے، سُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡاَعۡلٰی میری روح کہہ رہی ہے، سر کی حرکت، زبان کی حرکت روح ہی سے ہے اور یہ بھی سوچئے کہ یہ میری آخری نماز ہے جیسے پچھلے جمعہ ایک مراقبہ بتایا تھا کہ جب نیت باندھو تو سمجھ لو کہ میرا جنازہ باہر رکھا ہوا ہے اور مؤذن نے اعلان کر دیا کہ نماز کے بعد فلاں صاحب کا جنازہ ہوگا اور دل میں اپنا نام سوچ لو اور سوچ لو کہ اب دوسری نماز نہیں ہے، یہی آخری نماز ہے، ان شاء اللہ اس طرح نماز میں دل لگ جائے گا اور وسوسے بھی نہیں آئیں گے۔ یہ بہت عجیب مراقبہ ہے۔

امت کو بشارت سے دین پر لائیں

اس طریقے سے اصلاح اور تربیت اور دین کی دعوت دو کہ امت پر گراں نہ گزرے، اس امت کو بشارت سے دین پر لے کر آؤ، اس پر گرانی مت کرو کہ ایک دم سے بہت زیادہ وظیفے بتلا دیے، پہلا ہی سبق اس کو ایم ایس سی کا دے دیا، جس نے ابھی اے بی سی ڈی بھی نہیں شروع کی اس کو پہلے ہی دن کہہ دیا کہ اتنے تہجد اور اوّابین بھی پڑھو۔ نہیں! پہلے فرض، واجب اور سنتِ مؤکدہ پڑھواؤ اس کے بعد دھیرے دھیرے اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل کرنے کے لیے تھوڑا سا وظیفہ بھی بتا دو یعنی کچھ وٹامن سی، ڈی اور سیرپ بھی پلاتے رہو، پھر جب طاقت آجائے گی تو خود ہی بھاگے گا۔ اب ایک ٹائیفائڈ کا مریض لیٹا ہوا ہے، چالیس دن کا بخار ہے، کمزور ہو گیا ہے، اس کو کہو کہ بھاگو، وہ کیسے بھاگے گا، بھاگے گا تو بے ہوش ہو کر گر

پڑے گا۔ ہاں! جب وہ صحت مند ہو جائے پھر اس کو خمیرہ چٹاؤ، بادام کھلاؤ، گلوکوز چڑھاؤ تب وہ ایسا بھاگے گا کہ آپ کو کچھ کہنے کی ضرورت ہی نہیں ہو گی۔

دل میں اللہ کی محبت پیدا ہونے کی علامات

جب اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا ہو گی تو آپ تلاش کریں گے کہ اپنی جان کو کس طرح سے خدا پر فدا کریں، کب وقت آئے گا کہ تلاوت کریں، کب وقت ملے گا کہ تسبیح کے لیے اللہ تعالیٰ کی یاد میں گوشۂ سکون میں بیٹھیں، پھر خواجہ صاحب کی طرح یہ شعر پڑھیں گے ؎

تمنا ہے کہ اب کوئی جگہ ایسی کہیں ہوتی
اکیلے بیٹھے رہتے یاد ان کی دلنشیں ہوتی

جب بندہ اللہ کی یاد میں روتا ہے تو اس کو اپنے آنسو اتنے قیمتی معلوم ہوتے ہیں، اتنے قیمتی معلوم ہوتے ہیں کہ اس کی زبان سے خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وہ شعر نکلتا ہے جو حضرت خواجہ صاحب نے خدا کے خوف اور محبت سے اپنے آنسوؤں کے متعلق فرمایا تھا کہ ؎

ستاروں کو یہ حسرت ہے کہ وہ ہوتے مرے آنسو
تمنا کہکشاں کو ہے کہ میری آستیں ہوتی

یعنی خدا کے عاشقین اور اولیاء اللہ جب اپنے آنسوؤں کو اپنی آستین سے پونچھتے ہیں تو اپنی آستین کو کہکشاں سے بہتر پاتے ہیں بلکہ کہکشاں خود ان کی آستین پر رشک کرتی ہے۔

مال کی کثرت فخر کی چیز نہیں ہے

اگر کسی کو کاروبار میں پچاس ہزار روپے کا فوری نفع ہو جائے یا کسی کاروبار میں ایک لاکھ روپے مل جائیں تو وہ مونچھوں پر تاؤ دیتا ہوا کہتا ہے کہ آج کا دن میرے لیے بڑی خوش قسمتی کا دن ہے، ارے بھئی! اس میں فخر کی کیا بات ہے؟ کیا آج یہ بیس روٹی کھالے گا، چار پانچ جوڑے اکٹھے پہن لے گا، تین چار کاریں اکٹھی استعمال کرلے گا اور تین چار بلڈنگوں میں ایک ہی وقت میں رہ لے گا؟ ارے بھئی! وہی تین روٹی کھاؤ گے چاہے دس لاکھ کمالو، وہی ایک جوڑا

کپڑا پہنو گے، ایک ہی کمرے میں رہو گے، ایک ہی چارپائی پر سوؤ گے، دس بیس چارپائیوں پر نہیں سو سکتے، باقی چیزیں دوسرے استعمال کریں گے، ایک سے زیادہ مکانوں میں دوسرے مزے کریں گے، بہت زیادہ روٹیاں، شامی کباب اور بریانی پکواؤ گے تو دوسرے کھائیں گے، اگر کسی کو خدانخواستہ اللہ بچائے السر ہے یا کوئی اور بیماری ہے تو وہ کہتا ہے کہ ارے صاحب! آپ کھائیے، آپ لوگ میرے مہمان ہیں، میں تو معذور ہوں، ڈاکٹروں نے مجھے کہا ہے کہ بس تھوڑا سا جو کا پانی پی لیا کیجیے، لہٰذا معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کھلائے تب کھا سکتے ہو، اللہ ہنسائے تب ہنس سکتے ہو۔ اسی کی رحمت سے آدمی مسکراتا ہے، اگر خدا نہ چاہے تو زندگی بھر مسکرانا بھی نصیب نہ ہو۔ ایسے غم، ایسی پریشانیوں کے شکنجے میں مبتلا ہو جائے کہ کہیں امان نہ ملے۔ اسی لیے کہتا ہوں کہ اپنی عقل سے مت کام لو۔

عقل سے کوئی خدا تک نہیں پہنچ سکتا

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

خیز اے نمرود پر جو از کساں

اے نمرود! پر تلاش کرو کیوں کہ سیڑھیاں لگانے سے تم اللہ تک نہیں پہنچو گے۔ نمرود نے ایک سیڑھی بنائی تھی اور چاہتا تھا کہ میں بغیر پیغمبر کی مدد کے یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھ پر ایمان لائے بغیر اللہ تک پہنچ جاؤں گا، تو کیا وہ اللہ تک پہنچا؟ نہیں! بلکہ مردود ہو گیا۔ تو جو اپنی عقل سے خدا تک پہنچنا چاہتے ہیں ان سے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرما رہے ہیں ؎

خیز اے نمرود پر جو از کساں
نردبانے نائیدت از کرگساں

اے نمرودو! اے تکبر والو! اللہ والوں سے پَر تلاش کرو کیوں کہ تم ان کے پروں ہی سے اُڑ سکو گے، کرگس اور گِدھوں کے پروں سے تم اللہ تعالیٰ تک نہیں پہنچ سکو گے، جس نفس سے تم محبت کر رہے ہو وہ کرگس یعنی گِدھ کی طرح مردہ کھاتا ہے، گدھ کیا کام کرتے ہیں؟ وہ کسی مردہ کو ڈھونڈتے ہیں اور جہاں کہیں مردہ پڑا ہو تو اس کے پاس چلے جاتے ہیں۔ تو تمہارا نفس بھی تمہیں مُردوں یعنی ان فانی حسینوں کے پاس لے جائے گا جو ایک دن مرنے والے ہیں، پھر

تمہیں بھی مرنے والوں پر قربان کرادے گا۔ اس کو خواجہ صاحب فرماتے ہیں؎

ارے یہ کیا ظلم کر رہا ہے کہ مرنے والوں پہ مر رہا ہے
جو دم حسینوں کا بھر رہا ہے بلند ذوقِ نظر نہیں ہے

دنیا میں بھی اللہ والوں کے سوا کسی کو چین حاصل نہیں

تمہاری اپنی لاش بھی لاشے ہونے والی ہے اور تم جن لاشوں پر فدا ہو رہے ہو وہ بھی لاشے ہونے والے ہیں، یہ چند دن کی پرچھائیاں، چند دن کے سائے ہیں جو آج زمینوں پر نظر آرہے ہیں، ایک دن دیکھو گے کہ یہ جسم جو آج مسجد میں بیٹھا ہوا ہے، پچاس ساٹھ سال کے بعد ان سب کو آپ قبرستانوں میں دیکھیں گے، اختر بھی اس میں شامل ہے، آپ بھی شامل ہیں۔ اس لیے آج اختر اپنے کو بھی شامل کرتے ہوئے زمین کے اوپر والوں سے درد بھرے دل سے یہ گزارش کر رہا ہے کہ ایک دن زمین کے نیچے بھی جانا ہے اور زمین کے اوپر کی تمام چیزوں سے تعلق کٹنا ہے، تم چاہو گے بھی کہ نہ مروں مگر مرنا پڑے گا، تم چاہو گے کہ میں اپنی بلڈنگ دیکھتا رہوں، اپنے بال بچوں کو دیکھتا رہوں، کاروبار کو دیکھتا رہوں لیکن ایسا نہیں ہو سکتا، ایک دن تمہیں ان تمام چیزوں سے کٹنا پڑے گا اور اللہ کے پاس جانا پڑے گا، وہاں یقینی طور پر پیشی ہے۔

اور میں تو اب نزول کر کے یہ کہتا ہوں کہ دنیا میں بھی چین حاصل نہیں ہے سوائے اللہ والوں کے اور اللہ والوں کے غلاموں کے اور اللہ اللہ کرنے والوں کے، جس نے خدائے تعالیٰ کو زیادہ یاد کیا وہ زیادہ چین میں ہے۔ اگر کسی کو یقین نہ آئے تو حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے تھرمامیٹر کو استعمال کرو۔ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی کو یقین نہ آئے کہ اللہ والے بڑے چین میں ہیں اور اللہ ہی کی یاد سے دلوں کو چین ملتا ہے تو اگر ابھی ذِکر کی توفیق نہیں ہے تو چین حاصل کرنے والوں کے پاس جا کر دیکھو، جو خدائے تعالیٰ کے ذِکر سے چین پا چکے ہیں اور کیسے دیکھو؟ یک طرفہ فیصلہ نہیں کرو، ہو سکتا ہے شیطان کان میں کہے کہ تم نے دیکھا کہاں ہے کروڑ پتیوں کو، تم تو ملّاؤں کے ہاتھ میں پڑ گئے تو سمجھتے ہو کہ شاید ان ہی لوگوں کے پاس چین ہے، ذرا کچھ دن کروڑ پتیوں میں بھی رہ کر دیکھو۔

عشقِ مجازی خدا کی رحمت سے دوری کا سبب ہے

تو حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی نوراللہ مرقدہٗ فرماتے ہیں کہ پہلے چند دن بادشاہوں کے پاس رہ کر دیکھ لو کہ ان کے پاس کتنا چین ملتا ہے پھر کچھ دن لکھ پتیوں، کروڑ پتیوں کے پاس رہ لو، کچھ دن بلڈنگ والوں کے پاس رہ لو، کچھ دن ان جوانوں کے پاس بھی رہ لو جو ٹیڈیوں سے نظریں خراب کر رہے ہیں، سینما اور وی سی آر اور ٹیڈیوں میں اپنی زندگی اور جوانی کو برباد کر رہے ہیں، معشوق کی بھی صحت خراب ہے اور ان کے ساتھ عاشق کی بھی صحت خراب ہے اور دونوں پر خدا کی لعنت بھی ہوتی ہے اور یہ یک طرفہ لعنت نہیں ہے بلکہ دیکھنے والوں پر بھی لعنت اور دِکھانے والی عورتوں پر بھی لعنت، اور لعنت کے معنٰی کیا ہیں؟ آج اس لفظ کے معنٰی بھی آپ جان لیجیے کہ لعنت کے معنٰی کیا ہیں، سب لوگ کہتے ہیں کہ ارے لعنت ہو تجھ پر! لیکن لعنت کے معنٰی ہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری، لہٰذا خدائے تعالیٰ کی رحمت سے دوری کا عذاب یہ ہے کہ صحتِ جسمانی بھی خراب ہے اور دل میں بھی پریشانیاں ہی پریشانیاں ہیں کیوں کہ جب پری آئی تو شانی بھی آئی، پریشانی میں پری بھی موجود ہے، جس نے پری سے دل لگایا تو فوراً شانی بھی آجاتی ہے پھر وہ مل کر پریشانی بن جاتی ہے لہٰذا کوئی عاشقِ مجاز چین سے نہیں ہے۔

خدا کے نافرمان کی زندگی تلخ کردی جاتی ہے

الحمدللہ! بہت سے نوجوان بچے میرے ہاتھوں پر بیعت ہیں، بنگلہ دیش، ہندوستان، پاکستان جہاں بھی سفر ہوتا ہے جب کوئی مجھ سے کہتا ہے کہ مجھے بدنگاہی کا مرض ہے، عورتوں اور لڑکوں کو بُری نظر سے دیکھنے کا مرض ہے، ٹیڈیوں کو دیکھ کر میرا دماغ خراب ہو جاتا ہے، مجھے گندے گندے خیالات آتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ کچھ اور گناہوں کی بھی عادت ہے تو میں ان سے ایک بات کہتا ہوں کہ تمہاری بات سن کر دل میں فوراً ایک آیت آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو میری نافرمانی کرے گا میں اس کی زندگی کو تلخ اور کڑوی اور پریشان کردوں گا۔ تو اختر ان سے فوراً یہ پوچھتا ہے کہ خدا کی قسم کھا کر کہو، قرآن سر پر رکھ کر کہو کہ

گناہ کرنے کے بعد تم کو پریشانی آتی ہے؟ دل میں بے چینی پیدا ہوتی ہے یا تمہیں چین ملتا ہے؟ واللہ! میں قسم کھا کر مسجد میں کہتا ہوں کہ آج تک کسی نے یہ نہیں کہا کہ نافرمانی کی راہوں سے مجھے بڑا سکون ملتا ہے، ہر شخص نے یہی کہا کہ مجھے چین نہیں ہے، پریشان ہوں، مارفیا کا انجکشن لگا رہا ہوں، کوئی کہتا ہے کہ ویلیم فائیو کھا رہا ہوں، جن ملکوں کو لوگ ترقی یافتہ کہتے ہیں آج ان ملکوں میں دیکھو کہ کتنی خودکشیاں ہو رہی ہیں، کتنے لوگ حرام موت مر رہے ہیں، عشق بازی میں اسی طرح اموات آتی ہیں۔

حصولِ ولایت کا دارومدار صحبتِ اہل اللہ پر ہے

تو میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اطمینان کا راستہ چاہتے ہو، زمین کے اوپر بھی زمین کے نیچے بھی، قبروں میں بھی، پل صراط پر بھی، میدانِ محشر میں بھی بلکہ جنت تک تو اللہ کے بن جاؤ، خدا کے ہو جاؤ، نفس سے دور ہو جاؤ، غلاموں کی غلامی چھوڑ دو، نفس تمہارا غلام ہے لہٰذا نہ نفس کی بات مانو، نہ شیطان کی بات مانو، معاشرہ اور کائنات کو بھی مت دیکھو کہ دنیا سینما دیکھ رہی ہے چلو ہم بھی دیکھ لیتے ہیں، کوئی زہر کھا رہا ہے تو اس کی نقل مت کرو، کوئی کنویں میں اور گٹر میں گر رہا ہے اس کی نقل مت کرو، دیکھا دیکھی سے کام مت کرو، یہ دیکھو کہ زہر کھانے والوں کا حال کیا ہو رہا ہے، لیکن اس دلدل سے نکلنا، نفس کے شکنجوں سے اور نفس کے دست وبازو سے اپنی جان کو اور روح کو چھڑانا آسان نہیں ہے ورنہ ہر شخص ولی اللہ ہو جاتا۔

راہِ سلوک اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر طے نہیں ہو سکتی

نفس کے چنگل سے نکلنے کا ارادہ تو بہت سے لوگ کرتے ہیں۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ چلو آج ہرن کا شکار کریں۔

سوئے آہوئے بصیدی تاختی
خویش را در صید خو کے یافتی

مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شکاری ہرن کا شکار کرنے چلا، اسی طرح تم

لوگ بھی سلوک طے کرنے چلے، سالک بن گئے، مرید بھی ہوگئے، اللہ والوں کے پاس بھی جانے لگے مگر فرماتے ہیں کہ تم چلے تھے ہرن کا شکار کرنے مگر ایک جنگلی سور کے دانتوں میں اور جبڑوں میں تم اپنے کو پارہے ہو کہ وہ تمہیں دانتوں سے چبارہا ہے، جنگلی خنزیر جنگلی سور کو پتا چل گیا کہ یہ ہرن کا شکاری ہے، ہرن کے شکار کے لیے جارہا ہے۔ ہرن کے کباب بڑے مزے دار بنتے ہیں، حلال جانور ہے۔ تو اچانک جھاڑی سے ایک جنگلی سور نکلتا ہے اور اس شکاری کو منہ میں رکھ کر چبانا شروع کردیتا ہے، اب وہ حیران ہوتا ہے کہ یاخدا! میں تو ہرن کے شکار کے لیے نکلا تھا کیا پتا تھا کہ میں ایک جنگلی سور کے منہ میں ہوں گا، اب وہ مجھے چبارہا ہے، دانتوں سے پیس رہا ہے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

تیر سوئے راست پرّاں نیدہ
سوئے چپ رفتست تیرت دیدہ

تم نے تیر چلایا داہنی طرف لیکن وہ جارہا ہے بائیں طرف یعنی تم نے اللہ تعالیٰ سے دعا نہیں کی، ناز و تکبر اختیار کیا، اپنے اسباب و تدبیر پر بھروسہ کیا، تم نے اللہ سے مدد نہیں مانگی لہٰذا جب ہوا میں دائیں طرف تیر چلایا تو ادھر سے ایک ہوا آئی اور تمہارا تیر بائیں طرف چلا گیا اور تمہارا جو مقصد تھا وہ ختم ہوگیا۔

گناہوں کی نحوست کے اثرات

بعض اوقات گناہوں کی نحوست سے دل اس قدر تاریک ہوجاتا ہے کہ حق بات کو نہیں پہچانتا پھر اس پر اللہ کی قضا و قدر کا فیصلہ نافذ ہوتا ہے، اللہ کی صفتِ انتقام کا ظہور ہوتا ہے اور اسے بُری بات اچھی اور اچھی بات بُری لگتی ہے۔ اسی کو مولانا رومی فرماتے ہیں ؎

گہ نماید روضہ قعرِ چاہ را
گہ چوں کابوسے نماید ماہ را

کنویں کی گہرائی میں تاریکی، بدبودار پانی اور چمگادڑوں کی گندگی ہے مگر شیطان اس کو دکھاتا ہے کہ وہ بہت عمدہ باغ ہے، تو جس شخص کی ذلت و رسوائی کا خدا فیصلہ کرلیتا ہے اور اس کے

گناہوں کی سزا کے طور پر اللہ تعالیٰ اس سے انتقام لینے کا ارادہ فرمالیتے ہیں تو اس کو کنویں کی تاریکی اور گندی جگہ میں بڑا مزہ آتا ہے کہ کیا عمدہ باغ لگا ہوا ہے، چلو گر پڑو اس کے اندر، ابھی تو گٹر کا ڈھکن کھلا ہوا ہے لہٰذا کود پڑو اس میں۔

گہ چوں کابوسے نماید ماہ را

اور کبھی شیطان چاند جیسی شکلوں کو ڈراؤنا بھوت جیسا دِکھاتا ہے۔ اس لیے کہتا ہوں کہ خدا کی صفتِ انتقام سے ڈر کر رہو کیوں کہ گناہوں کی وجہ سے عقل مسخ ہو جاتی ہے، اللہ تعالیٰ خود کسی کو ایسا نہیں کرتے، یہ گناہوں کا انجام ہوتا ہے، پھر کیا ہوتا ہے کہ چاند جیسی شکل ڈراؤنی اور چڑیل جیسی نظر آتی ہے اور کنویں کی گندگی اور غلاظت عمدہ اور خوشنما باغ دکھائی دیتی ہے۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل چاند سے بھی بڑھ کر ہے لیکن ابو جہل کہتا تھا کہ دنیا میں ایسی بُری شکل میں نے کہیں نہیں دیکھی، معاذ اللہ! اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ مبارک میں سورج چلتا ہوا نظر آتا ہے، ایسا نور اور ایسی چمک کہ بس کیا کہیں۔ ابوجہل سے کفر کی سزا، اس کی بغاوت کی سزا کے طور پر خدا نے انتقام لینے کا فیصلہ کرلیا تھا۔ لہٰذا اللہ سے پناہ مانگو کہ ہمارے بارے میں خدا تعالیٰ کوئی ایسا فیصلہ نہ فرمادے۔ چناں چہ گناہوں سے استغفار کرنے میں دیر مت کرو، جلدی سے توبہ کرکے معافی مانگو تاکہ ہمارے گناہوں کے زہر کاری ایکشن نہ ہو، نافرمانی کرکے چین سے مت بیٹھو، ہوسکتا ہے کہ ردِّ عمل اور ری ایکشن ہوجائے اور حق تعالیٰ سوءِ قضا نافذ فرمادیں، اس وقت تمہاری یہ حالت ہوگی کہ چاند بُری شکل کا نظر آئے گا، اللہ والے تمہیں بُرے نظر آئیں گے، اور بدمعاش لوگ بڑے اچھے معلوم ہوں گے۔

باطل سے بچنے اور راہِ حق پر چلنے کے لیے ایک مسنون دعا

توشامتِ اعمال سے نظر بدل جاتی ہے اچھی چیز بُری اور بُری چیز اچھی لگنے لگتی ہے لہٰذا سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لیے ایک دعا سکھائی ہے:

اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَّارْزُقْنَا اتِّبَاعَہٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا وَّارْزُقْنَا اجْتِنَابَہٗ[ے]

ے التفسیر ابن کثیر: ۲۸۱/۱۔ المغنی عن حمل الاسفار للعراقی: ۳۶۶/۲

اے خدا! جو حق ہے اسے حق دکھادے اور مجھے اس کی اتباع نصیب کردے اور جو باطل اور بُری باتیں ہیں اے اللہ! انہیں مجھے بُرا ہی دکھا اور مجھے اس سے بچنے کی توفیق بھی دے۔ بعض وقت آدمی باطل کو باطل تو سمجھتا ہے کہ ٹیڈیوں کے چکر میں مت پڑو، وہ جانتا تو ہے کہ وی سی آر، ویڈیو، ریڈیو، تصویریں رکھنا اور نامحرم عورتوں کو دیکھنا اور مرد و عورت کی مخلوط تعلیم اور اسی طرح سے غیر شرعی شادی بیاہ میں دعوتیں اُڑانا حرام ہے، وہ یہ سب کچھ جانتا تو ہے کہ یہ صحیح نہیں ہے لیکن توفیقِ اجتناب نہیں ہوتی یعنی ان گناہوں سے بچنے کی توفیق نہیں ہوتی، لہٰذا سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان مانو جنہوں نے ہمیں ایسی جامع دعا سکھادی اَللّٰھُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا اے خدا! جس بات سے آپ خوش ہوتے ہیں، اس کا حق ہونا ہمیں بھی دکھادیجیے اور اس پر عمل کی توفیق بھی نصیب فرمادیجیے، اپنی خوشی کے اعمال سے ہمارا بھی جی خوش کرکے اور ہمیں حق دکھاکر اس پر عمل نصیب فرمادیجیے بلکہ اس کو ہمارا رزق بنادیجیے وَارْزُقْنَا اتِّبَاعَهٗ یعنی رزق کی طرح اس کو ہمارا مقدر کردیجیے، ہمیں اتباع کی روزی دے دیجیے، اس نیک عمل کی اتباع کا رزق دے دیجیے یعنی توفیق دے دیجیے۔

خدا نہ کرے کہ کسی بندے کا کوئی سانس اللہ تعالیٰ کے غضب اور غصے کے سائے میں گزرے چاہے وہ اللہ کو ناراض کررہا ہو، چاہے خدائے تعالیٰ کی مخلوق پر ظلم کرکے اللہ کا غضب لے رہا ہو۔ تو اللہ کی ناراضگی سے بچنے کے لیے اس دعا کا دوسرا جملہ ہے وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلًا اور اے اللہ! جو باتیں آپ کو ناراض کرنے والی ہیں، آپ کے غضب اور قہر میں مبتلا کرنے والی ہیں، جو چیزیں باطل ہیں، جو خراب چیزیں ہیں ان کی برائی میری آنکھوں میں اور میرے دل میں ڈال دیجیے اور آنکھوں میں اور دل میں ڈالنے کی بات تو سمجھ میں آجاتی ہے کہ ہاں یہ کام خراب ہے، اس سے اللہ ناراض ہوتے ہیں لیکن کہتے ہیں کہ ارے! اس سے میرا جی تو خوش ہوجائے گا۔ ظالمو! سوچو کس کو خوش کررہے ہو اور کس کو ناراض کررہے ہو؟

نفس و شیطان کو خوش کرنے کے لیے اللہ سے دوستی مت توڑو

شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی قبر مبارک کو اللہ تعالیٰ نور سے بھر دے، وہ ایسے وقت میں ایک شعر پڑھا کرتے تھے، جو اپنا جی خوش کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ کو ناراض

کرتے ہیں ان کے بارے میں حضرت ایک شعر پڑھا کرتے تھے ؎

بقول دشمناں پیمانِ دوستاں بشکستی
ببیں کہ از کہ بریدی و با کہ پیوستی

دشمنوں کے کہنے پر اپنے مالک اور دوست کے عہد کو تم نے توڑ دیا، نفس و شیطان دونوں دشمن ہیں، نفس دشمن وزیرِ داخلہ ہے اور شیطان وزیرِ خارجہ ہے، خارج والا یعنی باہر کا دشمن کم خطرناک ہوتا ہے اور داخل والا دشمن گھر کا بھیدی ہوتا ہے، کہتے ہیں نا کہ گھر کا بھیدی بڑا خطرناک ہوتا ہے تو شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ شعر پڑھا کرتے تھے کہ دشمن کے کہنے سے اپنے دوست یعنی اللہ کے پیمانِ دوستی کو کیوں توڑتے ہو ؎

بقول دشمناں پیمانِ دوستاں بشکستی

بندے کے لیے وہ گھڑی بڑی منحوس ہے جب وہ اپنے مالک کو ناراض کرتا ہے، یہ نہایت غیر شریفانہ بات ہے، یہ انتہائی کمینگی ہے کہ ہم ایسے مالک کو ناراض کریں جس نے ہمارے لیے زمین بنائی، سورج بنایا۔ اگر اللہ سورج کو ختم کردے، اگر سورج نہ نکلے تو غلّہ کیسے پیدا ہوگا؟ تب میں مال داروں سے کہوں گا کہ اب نوٹوں کی گڈیاں چبا کے دکھاؤ، اب دیکھو کہ معدے میں کتنا خون بنتا ہے اور اس سے تمہاری کتنی کمزوری دور ہوتی ہے؟ اس لیے نوٹ کمانے والو! یہ نہ سمجھو کہ یہ میرے دست و بازو نے کمایا ہے، یہ سمجھو کہ یہ اللہ کی دین ہے:

اَللّٰهُ یَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَ یَقۡدِرُ ؕ[ک]

اللہ تعالیٰ جس کی روزی چاہتے ہیں بڑھاتے ہیں اور جس کی چاہتے ہیں کم کردیتے ہیں تو یہ سوچو کہ اگر سورج نہ ہوتا تو غلّہ نہ پکتا، بادل نہ بنتے، بارش نہ ہوتی، یہ سب سمندر، پہاڑ، سورج، چاند، ستارے ہماری آپ کی پرورش میں لگے ہوئے ہیں۔

سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: اِنَّمَا الدُّنۡیَا خُلِقَتۡ لَکُمۡ ساری دنیا زمین و آسمان، چاند ستارے، سورج، سمندر، پہاڑ، دریا، جانور، بکریاں، گائیں، بیل، بھینسیں،

ک الرعد:۲۶

اونٹ یہ سب تمہاری پرورش کے لیے اللہ نے پیدا کیے ہیں۔ اگر سورج نہ ہو تو بادل نہیں برس سکتے، بارش نہیں ہو سکتی، کائنات کا ذرّہ ذرّہ ہماری آپ کی پرورش میں مصروف ہے، یہ ہمارے آپ کے خادم ہیں اور ہم اور آپ کس کے لیے ہیں؟ وَاِنَّكُمْ خُلِقْتُمْ لِلْاٰخِرَةِ [۸] اور تم لوگ آخرت کے لیے پیدا ہوئے ہو۔ دنیا کی یہ ساری چیزیں یہ سب ہمارے خدام ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ کے خادم ہیں، ہم ان کے لیے بنائے گئے ہیں۔

نظر بچانے سے سنتِ صحابہ ادا ہونے پر ایک عجیب استدلال

لٰہذا اپنا جی خوش کرنے کے لیے کسی حسین چہرے کو مت دیکھو چاہے ان کے بدن کتنے ہی نازک آبگینے جیسے ہوں چاہے ان کے لب کتنے ہی نازک ہوں۔ خوب سمجھ لو! یہ نازک موتیاں دراصل گوہرِ حق ہیں ؎

گوہرِ حق را بامرِ حق شکن

اللہ تعالیٰ کے موتی کو اللہ تعالیٰ ہی کے حکم سے توڑ دو، مگر اس طرح نہیں توڑو کہ انہیں ڈنڈے سے مارو، بس ان سے نظر بچالو، یہی توڑنا ہے، اپنا دل توڑو، یہ نہیں کہ جو حسین سامنے نظر آیا اسے ڈنڈا لگانا شروع کر دو، مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مطلب نہیں ہے، ذرا مثنوی کی شرح سمجھ لو۔ گوہرِ حق رایعنی یہ اللہ تعالیٰ کے موتی ہیں، یہ حسن انہوں نے ہی دیا ہے لیکن فرمارہے ہیں کہ حسن تو دیا ہے، موتی تو بکھرا دیے ہیں مگر سوائے اپنی بیوی کے کسی اور پر نظر مت ڈالو، باقی سب سے نظر بچالو، نظر نیچی کر لو۔ اگر کوئی کہے کہ ہم کو اس کشمکش میں مبتلا کر کے کیا فائدہ ہوا، جب اللہ نے موتی بکھرا دیے اور دیکھنے سے بھی منع کر دیا تو اس کشمکش سے فائدہ کیا ہوا؟ تو اصل میں بات یہ ہے کہ اس کشمکش سے قلب اپنی جگہ سے ہٹ جاتا ہے، قلب پر زلزلے آجاتے ہیں اور صحابہ کی سنت ادا ہو جاتی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں آیت نازل ہوئی کہ ان کے دل سے میں نے جہاد میں اتنا کام لیا، اتنا مجاہدہ کرایا، اتنا خون بہایا ہے کہ ان کے قلب اُکھڑ کر حلق تک آگئے:

---

۸ شعب الایمان للبیہقی: ۱۳/۱۵۳ (۱۰۰۹۷)، بابٌ فی الزھد وقصر الامل، مکتبۃ الرشد/ الدُّرُّ المنثور: ۱۴/۴۹۰، مطبوعۃ قاھرۃ

وَ بَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ ﴿۱۰﴾

اور ان پر شدید زلزلہ طاری ہو گیا:

وَ زُلْزِلُوْا زِلْزَالًا شَدِیْدًا ﴿۱۱﴾ ۹

تو جب نظر بچانے سے تمہارے دل پر زلزلہ طاری ہو گا تو اس شدید زلزلے سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یہ سنت ادا ہو جائے گی۔ نظر کی حفاظت سے جتنا مجاہدہ ہو گا، جتنا غم ہو گا اس سے پیٹرول بنے گا اور اس پیٹرول سے قوتِ پرواز عطا ہو گی کیوں کہ حدیثِ پاک میں نظر بچانے پر حلاوتِ ایمانی کا وعدہ ہے۔

متقی لوگوں کی حیات بالطف ہو جاتی ہے

تو میں عرض کر رہا تھا کہ اگر چین سے رہنا ہے تو گناہوں سے بچنا پڑے گا، اب لوگ کہتے ہیں کہ ملّا دنیا چھڑاتا ہے، ملّا ہمارے عیش کو چھینتا ہے، نہ جانے کس ملّا کے پلے پڑ گئے ہیں، اختر نے تو جن ملاؤں کی جوتیاں اٹھائی ہیں وہ تو یہی کہتے تھے کہ گناہ سے بچنے میں بڑا مزہ ہے، بڑا لطف ہے، اور ہمارا مالک جن کے یہ ملّا لوگ وکیل ہیں وہ مالک، وہ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرما رہے ہیں کہ

فَلَنُحْیِیَنَّهٗ حَیٰوةً طَیِّبَةً ۱۰

اگر تم ایمان لاؤ اور اعمالِ صالحہ کرو تو ہم تمہیں ضرور بالضرور لطف والی زندگی دیں گے۔ اب بتائیے کہ کس نے کہا کہ ملّا بننے سے لطف ختم ہو جاتا ہے؟ دیکھو جس نے پیدا کیا ہے وہ کیا فرما رہے ہیں؟ وہ قرآنِ پاک میں اعلان فرما رہے ہیں کہ اگر پریشانی کی زندگی خریدنا ہے تو ہمیں چھوڑ کر چلے جاؤ، پھر جہاں جاؤ گے نافرمانیوں میں مبتلا ہو جاؤ گے کیوں کہ

فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا ۱۱

---

۹ الاحزاب:۱۰-۱۱

۱۰ النحل:۹۷

۱۱ طٰہٰ:۱۲۴

ہم اس کی زندگی کو تلخ کر دیں گے۔ میرے بال سفید ہو گئے لیکن آج تک مجھے ایک مثال بھی نہیں ملی کہ جس کو گناہوں کی عادت ہو وہ چین و سکون سے رہتا ہو۔

جب کوئی کہتا ہے کہ مجھے گناہوں کی عادت ہے تو میں فوراً سوال کرتا ہوں کہ یہ بتاؤ تم چین سے بھی ہو؟ مجھے اس وقت انتظار رہتا ہے کہ دیکھو یہ کیا کہے گا، کہیں یہ تو نہیں کہے گا کہ میں تو بڑی موج میں ہوں، تو مجھے اس کے جواب کا انتظار رہتا ہے، کیوں کہ ہو سکتا ہے کہ وہ اس کا کوئی دوسرا جواب دے دے یعنی میں بڑے سکون میں ہوں لیکن میرے بال سفید ہو گئے آج تک کسی سے یہ جواب نہیں سنا۔

عشقِ مجازی عذابِ الٰہی ہے

یہ بات مسجد میں عرض کررہا ہوں کہ تمام روئے زمین پر جہاں جہاں خدائے تعالیٰ نے سفر کی توفیق دی لوگوں نے اپنی روحانی بیماریاں بیان کیں، جوانوں نے، بڈھوں نے، ادھیڑ عمر والوں نے، میں نے ان سے یہی ایک سوال کیا کہ جن گناہوں کی عادت ہے یہ بتاؤ کہ ان سے چین ملتا ہے؟ سکون ملتا ہے؟ تو وہ کہتے ہیں کہ صاحب دوزخ کی سی زندگی ہے، عذابِ الٰہی میں مبتلا ہوں۔ تب حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی وہ بات یاد آتی ہے کہ دیکھو غیر اللہ سے عشق مت کرنا کیوں کہ عشقِ مجازی عذابِ الٰہی ہے۔ حکیم الامت کا یہ جملہ نوٹ کرلو، یہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ ہیں کہ جس نے غیر اللہ سے دل لگایا تو وہ عذابِ الٰہی میں مبتلا ہو جائے گا اور جتنا زیادہ تمہیں اللہ سے تعلق ہو گا اتنا ہی قوی عذاب آئے گا۔ اب آپ کہیں گے کہ صاحب! اس سے تو معلوم ہوا کہ تعلق کم رکھنا چاہیے۔

دیکھو! اس کو میں ایک مثال سے بیان کرتا ہوں کہ ایک شخص درخت سے پھل حاصل کرنے کی امید پر اس کو پانی دیتا ہے تو کیا وہ بے وقوفی کرتا ہے؟ کیا اس کو کوئی یہ مشورہ دے سکتا ہے کہ درخت کو پانی مت دو، اس کو کھاد مت دو تاکہ جڑ گہری نہ ہو جائے، مضبوط نہ ہو جائے، زمین سے اس کا تعلق زیادہ قوی نہ ہو جائے، بلکہ ہر عقل مند کسان یہی کہتا ہے کہ ان درختوں سے پھل کھانا ہے، اس لیے اس کو اور کھاد دیتا ہوں تاکہ جڑ زمین کی گہرائی میں پہنچ جائے، تب ہم اس کا پھل کھائیں گے۔ تو اگر ایک شخص تقویٰ کا پھل کھانے کے لیے

ایمان کے درخت میں پانی دیتا ہے تو وہ دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی بے وقوف نہیں ہے۔ تو اگر کوئی شخص درختوں کی گہری جڑیں اُکھاڑے تو جتنی گہری جڑ ہوگی اتنی ہی اس درخت سے آواز آئے گی، اتنی ہی اس درخت کو پریشانی ہوگی۔ تو ایسے ہی جو لوگ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں داڑھی رکھتے ہیں، نماز پڑھتے ہیں، اللہ والوں کی صحبت میں رہنے کی کوشش کرتے ہیں تو ایسے لوگوں کو ان لوگوں کے مقابلے میں گناہوں سے بہت زیادہ تکلیف ہوتی ہے جو ہر وقت گناہوں میں اور غفلت میں رہتے ہیں، جو رات دن اندھیروں میں پڑے ہوئے ہیں کیوں کہ دونوں کے گناہوں میں فرق ہوتا ہے۔ جو لوگ اللہ اللہ نہیں کرتے، غفلت میں ہیں ان کے دل اندھیروں میں ہیں، وہ جتنا چاہے گناہ کرلیں ان کو کوئی پریشانی نہیں ہوتی ہے۔

ذاکر گناہ گار اور غافل گناہ گار میں فرق

حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ذاکر گناہ گار میں اور غافل گناہ گار میں فرق یہ ہے کہ غافل کو توبہ نصیب نہیں ہوتی اور جو خدا کو یاد کرتا ہے، اس سے جب خطا ہوتی ہے تو چوں کہ دل میں نور تھا اس لیے نور بجھنے سے پریشانی ہوئی، جیسے لائٹ جانے سے پریشانی ہوتی ہے، اب وہ پاور ہاؤس ٹیلی فون کرتا ہے کہ میں بہت پریشان ہوں، بہت گرمی ہے، فریج بھی خراب ہے، پنکھے بھی بند ہیں، ارے! جلدی سے روشنی بھیجو، میں آپ کا بہت شکر گزار ہوں گا، آپ کو بہت دعائیں دوں گا۔ تو ایسے ہی جو بندہ اپنے دل میں نور رکھتا ہے اس کے گناہوں سے جب دل میں اندھیرا آتا ہے تو وہ پریشان ہوجاتا ہے، وہ فوراً وائرلیس کرتا ہے یعنی آہ و نالوں سے استغفار و توبہ سے اللہ سے رجوع کرتا ہے کہ میرے ربّا! دل میں اندھیرا آگیا جلدی سے نور بھیج دیجیے، آپ کا شرمسار بندہ توبہ کررہا ہے، استغفار کررہا ہے اور جو دل میں بالکل نور نہیں رکھتا، اللہ کو یاد ہی نہیں کرتا، اندھیروں پر اندھیرا چڑھا رہا ہے تو اس کی مثال ایسی ہے جیسے موٹر گیراج میں کام کرنے والے لڑکے کی پتلون پر روشنائی گرادو تو پتا ہی نہیں چلے گا کیوں کہ اس پر پہلے ہی تیل اور گریس کے بے شمار نشانات ہوتے ہیں۔ ایک مردے کو سو جوتے لگادو اور پھر اس کو زبان دے دو تو وہ یہی کہے گا کہ ہمیں تو پتا بھی نہیں چلا۔ تو گناہوں پر احساسِ ندامت نہ ہونا کوئی اچھی چیز نہیں ہے کہ آپ

کہیں کہ ہمیں تو پتا بھی نہیں چلتا، ہمیں تو گناہوں سے کوئی پریشانی نہیں ہوتی، یہ دل کے مردہ ہونے کی علامت ہے۔ شیطان کے جوتے کھوپڑی پر لگ رہے ہیں اور کسی کو احساس بھی نہ ہو تو سمجھ لو کہ اس کا دل مردہ ہو رہا ہے، یہ بہت خطرناک حالت ہے۔

گناہوں سے بچنے کا پہلا نسخہ

اس لیے دوستو! اگر اللہ تعالیٰ کو زیادہ چاہتے ہو تو گناہ کا چھوڑنا زیادہ آسان ہو جائے گا۔ اب اس کے چند نسخے بھی سن لو تاکہ گناہ چھوڑنا آسان ہو جائے اور جلد توبہ نصیب ہو جائے۔ نمبر ایک، کم سے کم روزانہ ایک تسبیح لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کی پڑھیں۔ جب لَآ اِلٰہَ کہیے تو یہ مراقبہ کیجیے کہ غیر اللہ دل سے نکل رہا ہے اور ہماری لَآ اِلٰہَ عرش تک پہنچ رہی ہے اور جب اِلَّا اللہ کہیے تو یہ مراقبہ کیجیے کہ دل میں اللہ کا نور آرہا ہے۔ اب میں اسے احادیث سے ثابت کروں گا۔ یہ حدیث کا مضمون ہے کہ:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ لَیْسَ لَھَا حِجَابٌ دُوْنَ اللہِ [۱۲]

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ آسمانوں کو کاٹتی ہوئی عرشِ اعظم تک چلی جاتی ہے اور وہاں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرتی ہے۔

یہ مشکوٰۃ شریف کی روایت ہے۔ جب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ پڑھیں تو دس پندرہ مرتبہ پڑھنے کے بعد محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی پڑھ لیجیے پھر آخر میں درود شریف پڑھ کر دعا کرلیں کہ یا اللہ! اس کی برکت سے میرا ایمان ہرا بھرا کردیں تازہ کردیں، کیوں کہ حدیث میں ہے:

جَدِّدُوْا اِیْمَانَکُمْ بِقَوْلِ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ [۱۳]

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کے قول سے اپنا ایمان ہرا بھرا کرو۔

---

۱۲ جامع الترمذی:۲/۱۹۱، باب بعد بیان باب عقد التسبیح بالید،ایچ ایم سعید۔ذکرہ بلفظ دون اللہ حجاب/ مشکوٰۃ المصابیح:۲/۲۱(۲۳۱۳)،باب ثواب التسبیح والتحمید،المکتبۃ الامدادیۃ،ملتان

۱۳ کنزالعمال،۱/۴۱۶،رقم(۱۷۶۸)،باب فی الذکر وفضیلتہ،مطبوعۃ مؤسسۃ الرسالۃ

ستّر ہزار مرتبہ کلمہ طیبہ پڑھنے کی فضیلت

اگر کوئی زیادہ طاقتور ہے تو شیخ سے مشورہ کرکے روزانہ پانچ سو مرتبہ کلمۂ طیبہ پڑھنے کی اجازت ہے۔ روزانہ پانچ سو مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ پڑھنے سے پانچ مہینے میں پچھتر ہزار مرتبہ ہوجائے گا پھر اس میں سے پانچ ہزار اسٹاک میں رکھ کر ستر ہزار کا ثواب کبھی اپنے ابا کو بخش دو، کبھی اماں کو بخش، دو کیوں کہ مشکوٰۃ کی شرح میں ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جو شخص ستر ہزار لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کا ثواب کسی کو بخشے گا تو بخشنے والا بھی بخشا جائے گا اور جس کو بخشے گا اس کو بھی بخش دیا جائے گا۔ غَفَرَ اللہُ لِمَنْ قَالَ وَلِمَنْ قِیْلَ لَہٗ [۱۴] یعنی جو پڑھنے والا ہے وہ بھی بخشا جائے گا اور جس کو بخشے گا وہ بھی بخشا جائے گا۔ تو پانچ ماہ میں آپ کے ذکر سے ایک مردے کی مغفرت کا سامان ہوگیا۔ جس وقت یہ پارسل جاتا ہے دوستو! ماں باپ خوشی کے مارے وجد میں آجاتے ہیں کہ آہ! میرے بیٹے نے آج مجھے اتنا بڑا پارسل بھیجا ہے۔ تو آپ کے ذکر نے آپ کو خدا والا بھی بنایا اور آپ کے مردوں کی مغفرت کا سامان بھی بنایا، قلب میں نور بھی عطا ہوا اور اللہ سے ملاقات بھی ہوئی کیوں کہ آسمانوں کو پار کرکے ہمارا ذکر اللہ سے ملاقات کرتا ہے۔ تو اگر پانچ سو نہ ہوسکے تو تین سو ہی پڑھ لو، اگر وہ بھی نہ ہوسکے تو ایک ہی تسبیح پڑھ لو۔ آج کل ضعف کا زمانہ ہے اس لیے میں یہی مشورہ دیتا ہوں کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کی ایک ہی تسبیح پڑھو۔ کیوں کہ حدیث میں ہے کہ جو سو مرتبہ روزانہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ پڑھے گا اس کا چہرہ قیامت کے دن چاند کی طرح روشن ہوگا۔

اس کی شرح اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ ڈالی کہ جب وہ سو مرتبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو نور والے اعمال کی توفیق دے گا اور اندھیرے والے اعمال سے بچائے گا یعنی نیکیوں کی توفیق دے گا اور گناہوں سے بچائے گا اور اس کے بدلے میں اللہ تعالیٰ اس کا چہرہ چاند کی طرح روشن کردے گا۔ مرنے کے بعد پتا چلے گا کہ وقت کی کیا قیمت ہے۔ تو ایک نسخہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہ کے ذکر کا ہوگیا، اس کے علاوہ استغفار، درود شریف اور اللہ اللہ کی ایک ایک تسبیح پڑھ لو اور ایک پاؤ سپارے کی تلاوت کرلو۔

---

[۱۴] مرقاۃ المفاتیح: ۳/۲۰۰، باب ما علی المأموم من المتابعۃ وحکم المسبوق، دار الکتب العلمیۃ، بیروت

گناہوں سے بچنے کا دوسرا نسخہ

دوسرا نسخہ یہ ہے کہ صالحین بندوں یعنی اللہ والوں کی صحبت میں رہا کیجیے، اللہ والوں سے یہ مراد نہیں ہے کہ آپ کی صحبت کے لیے بایزید بسطامی اور خواجہ نظام الدین اولیاء آئیں گے بلکہ آپ کے محلے میں جو تربیت یافتہ عالم دین یا اللہ والوں کے خادموں میں سے کوئی ہو تو جب موقع ملے ان کے پاس بیٹھ گئے۔ لیکن نفع اس سے ہو گا جس سے آپ کو حسنِ ظن ہو، جس کا روحانی بلڈ گروپ آپ کو راس آرہا ہو، جیسے ڈاکٹر سے پوچھتے ہو کہ فلاں کا خون میرے خون کے گروپ سے مل رہا ہے یا نہیں، ایسا نہ ہو کہ کسی ایسے کا خون چڑھوا لو جس کا گروپ نہ ملتا ہو، تو حالت اور بگڑ جائے گی۔ اسی طرح جس شیخ سے مناسبت نہ ہو اس سے تعلق کرنے سے ایسا ہی نقصان ہو گا کہ وہ موت سے ایسا ڈرائے گا، ایسی ناامیدی دلائے گا کہ بستر پر ہی لیٹے رہو گے، بیوی سے کہو گے کہ آج تو بس قبر یاد آرہی ہے، قیامت کے خوف سے میں مرا پڑا ہوا ہوں۔ وہ جیتے جی قبر میں پہنچا دے گا لہٰذا اتنا موت کو یاد کرنے کا حکم نہیں ہے۔

موت کا مراقبہ ہر ایک کے لیے مفید نہیں ہے

یاد رکھو! جس کا نفس موٹا ہے، دل بہت مضبوط ہے اس کو تو موت کے مراقبے کا ہتھوڑا مارا جائے گا اور جو پہلے ہی مرا ہوا ہے اس کو کیا مارو گے۔ کمزور دل والوں کے لیے یہ مراقبہ نہیں ہے۔ اس کو تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید دلائی جائے گی، کمزور دل والا یہی مراقبہ کرلے کہ اس زندگی کا ہمیشہ والی زندگی سے مصافحہ ہونے والا ہے۔ لیجیے! موت کا ذکر بھی نہیں آیا اور موت کی اور موت کے بعد آنے والی زندگی کی تیاری کا شوق بھی پیدا ہو گیا۔ لہٰذا اس کو یہی کہیں گے کہ یہ عارضی حیات ایک دائمی حیات سے مصافحہ کرنے والی ہے۔ بولیے صاحب! اس میں موت کا نام آیا؟ اس میں کہیں آخرت کا خوف دِلایا گیا؟ موت کی اور آخرت کی تیاری کے لیے تیار تو کرایا گیا مگر موت کا نام نہیں آنے دیا گیا۔ تو کمزور دل والوں کے لیے یہی نسخہ ہے اور اس پردیس والی حیات سے دائمی وطن والی حیات کو سنوارنا ہے، یہاں کی فکروں کے ساتھ آٹا، دال، نمک، تیل اور لکڑی کی فکر رکھتے ہوئے وہاں کی تیاری کا بھی کام کرنا ہے۔ تو دو نسخے ہو گئے، نمبر ایک ذکر اللہ کا اہتمام، نمبر دو اہل اللہ کی صحبت۔

گناہوں سے بچنے کا تیسرا نسخہ

تیسرا نسخہ یہ ہے کہ جو چیزیں ہمارے گناہوں کے تقاضوں کو شدید کرنے والی ہیں، بدپرہیزی کے جراثیم کو سرکش بنانے والی ہیں ان سے دور رہو۔ اگر ڈاکٹر نے کباب سے پرہیز بتایا ہے کہ دیکھو تمہیں پیچش لگی ہے، تمہیں کباب سے دور رہنا پڑے گا ورنہ بدپرہیزی کی لگام ٹوٹ جائے گی۔ لہٰذا شریعت نے جن باتوں کو حرام فرمایا ہے ان سے دور رہو، ان دوستوں سے بھی دور رہو، جو کہیں کہ ارے یار! چلو دیکھو آج کون سی فلم لگی ہوئی ہے یا یہ کہیں کہ یار ہمارے یہاں ٹی وی ہے، چلو کیا ملّا بنے ہوئے ہو بعد میں توبہ کرلینا، آج دیکھو تو سہی کہ کیا مزہ ہے، تو ایسے لوگوں سے بھی دور رہو ورنہ مروڑے غضب کے لگیں گے جیسے پیچش میں کباب کھانے سے کئی بار لوٹا لے کر جانا پڑے گا، اب کتنا ہی توبہ کرلو کہ اب نہیں کھائیں گے کباب، مگر بار بار پیچش کرنے کے لیے بیت الخلاء کے چکر تو لگانے پڑیں گے اور کئی دن تک زخم کی تکلیف جھیلنا پڑے گی۔ اسی طرح گناہ کرنے سے دل بے چین ہو جائے گا۔

اس لیے ان شاء اللہ تین باتوں پر عمل کا اہتمام کرلیجیے: نمبر ایک ذکر اللہ کا اہتمام، نمبر دو اہل اللہ کی صحبت میں رہنے کا اہتمام اور نمبر تین گناہوں سے بچنے کا اہتمام۔ میں یقین سے کہتا ہوں کہ اس سے ان شاءاللہ اعصابی تناؤ بھی کم ہو جائے گا۔

حکیم الامت نے فرمایا کہ اگر تماشا دیکھنا چاہتے ہو کہ اطمینان والی قوم کون سی ہے اور پریشان لوگ کون ہیں تو کچھ دن بادشاہوں کے پاس رہ لو، کچھ دن بڑے بڑے مال داروں کے پاس رہ لو، کچھ دن سینما اور ٹی وی اور ٹیڈیوں کی رنگین رومانی دنیا والوں کے ساتھ رہ لو اور کچھ دن کسی اللہ والے کے ساتھ بھی رہ لو، ان شاء اللہ آپ کا دل خود فیصلہ کرلے گا کہ جو سکون اور جو لذت ان بزرگوں کے پاس ہے، ان اللہ والوں کے پاس ہے، ان اللہ اللہ کرنے والوں کے پاس ہے وہ سکون دنیا میں کہیں نہیں ہے۔

تو یہ تین باتیں عرض کردیں، ان کا اہتمام شروع کردیجیے اور دل سے ایمان لائیے کہ سکون کہیں نہیں ہے سوائے اللہ کو راضی کرنے میں اور شیطان لاکھ قسمیں کھائے، نفس لاکھ کہے، دنیا لاکھ کہے کہ نہیں میاں! کوئی بات نہیں، ایک دم مولانا نہ بن جاؤ بلکہ آہستہ آہستہ

دیکھا جائے گا، ابھی تو تم جوان ہو کچھ تو کھیل کود لو، کچھ تو گل چھرے اڑالو، تو یہ چھرے بندوق کے ہیں گل کے نہیں ہیں۔ گل چھرے میں دو لفظ ہیں گل اور چھرے، تو یہ گناہ گلوں کے چھرے نہیں ہیں، یہ پھولوں کے چھرے تو مساجد اور خانقاہیں ہیں، اہل اللہ کی صحبتیں ہیں، شیطان جن کو گل چھرے کہہ رہا ہے یعنی سینما اور ٹیڈیوں کو یہ گل چھرے نہیں ہیں یہ بندوق کے چھرے ہیں جو جسم میں گھس کر پھیل جاتے ہیں پھر بلا آپریشن نہیں نکلتے۔

اب دعا کیجیے کہ اللہ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ
وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

یا اللہ! اپنی رحمت سے ہم سب کو جو کچھ عرض کیا گیا ہے اسے قبول فرمالے، سب سے زیادہ محتاج یہ واعِظ ہے، یہ سنانے والا ہے، اے اللہ! سنانے والے کو اور سننے والوں کو سب کو قبول فرمالے۔ یا اللہ! اپنی رحمت کے صدقے میں، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے اور ہمارے ان مشائخ کی برکت سے جن کی صحبتیں اٹھانے کی آپ نے اختر کو توفیق بخشی ہم سب کو اللہ والی حیات نصیب فرما، شیطانی اور نفسانی اور گمراہی کی زندگی سے نجات نصیب فرما۔ یا اللہ! اپنے نام سے سکون اور ٹھنڈک عطا فرما، اپنی نافرمانی اور غضب کے اعمال سے دوری نصیب فرما اور اپنی رحمت سے استقامت نصیب فرما اور ہمارے دل کو اپنے لیے منتخب فرما۔ اے اللہ! اپنے فضل سے ہم سب کو جذب فرما کر دین پر استقامت نصیب فرما، ایمان پر خاتمہ نصیب فرما، دنیا میں عافیت سے رہنا نصیب فرما، سلامتیٔ اعضا، سلامتیٔ ایمان کے ساتھ زندہ رکھیے، سلامتیٔ اعضا سلامتیٔ ایمان کے ساتھ دنیا سے اٹھائیے اور قیامت کے دن اور جنت میں ہمارے بزرگوں کا ساتھ نصیب فرمائیے، آمین۔

اس وعظ سے کامل نفع حاصل کرنے کے لیے یہ دستور العمل کیمیا اثر رکھتا ہے

دستور العمل

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

وہ دستور العمل جو دل پر سے پردے اٹھاتا ہے، جس کے چند اجزاء ہیں، ایک تو کتابیں دیکھنا یا سننا۔ دوسرے مسائل دریافت کرتے رہنا۔ تیسرے اہل اللہ کے پاس آنا جانا اور اگر ان کی خدمت میں آمد و رفت نہ ہوسکے تو بجائے ان کی صحبت کے ایسے بزرگوں کی حکایات و ملفوظات ہی کا مطالعہ کرو یا سن لیا کرو اور اگر تھوڑی دیر ذکر اللہ بھی کر لیا کرو تو یہ اصلاحِ قلب میں بہت ہی معین ہے اور اسی ذکر کے وقت میں سے کچھ وقت محاسبہ کے لیے نکال لو جس میں اپنے نفس سے اس طرح باتیں کرو کہ:

”اے نفس! ایک دن دنیا سے جانا ہے۔ موت بھی آنے والی ہے۔ اُس وقت یہ سب مال و دولت یہیں رہ جائے گا۔ بیوی بچے سب تجھے چھوڑ دیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ سے واسطہ پڑے گا۔ اگر تیرے پاس نیک اعمال زیادہ ہوئے تو بخشا جائے گا اور گناہ زیادہ ہوئے تو جہنم کا عذاب بھگتنا پڑے گا جو برداشت کے قابل نہیں ہے۔ اس لیے تو اپنے انجام کو سوچ اور آخرت کے لیے کچھ سامان کر۔ عمر بڑی قیمتی دولت ہے۔ اس کو فضول رائیگاں مت برباد کر۔ مرنے کے بعد تو اُس کی تمنا کرے گا کہ کاش! میں کچھ نیک عمل کر لوں جس سے مغفرت ہو جائے۔ مگر اس وقت تجھے یہ حسرت مفید نہ ہو گی۔ پس زندگی کو غنیمت سمجھ کر اس وقت اپنی مغفرت کا سامان کر لے۔“

❀❀❀❀

امور عشرہ برائے اصلاح معاشرہ

از محی السنۃ حضرت اقدس مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یعنی وہ دس اُمور (کام) جن کے التزام سے دین کے دوسرے احکام کی پابندی کی توفیق ان شاءاللہ تعالیٰ ملے گی۔

۱۔ تقویٰ اور اخلاص کا اہتمام۔ تقوی کا خلاصہ یہ ہے کہ فرائض وواجبات و سنن مؤکدہ کی پابندی کرنا اور ممنوعات سے بچنا، اخلاص کا حاصل یہ ہے کہ ہر کام اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیے ہی کرنا۔

۲۔ ظاہری گناہوں میں سے بدنگاہی، بدگمانی، غیبت، جھوٹ، بے پردگی اور غیر شرعی وضع قطع رکھنے سے خصوصاً بچنا۔

۳۔ اخلاق ذمیمہ (برے اخلاق) میں سے بے جا غصہ، حسد، عُجب، تکبر، کینہ اور حرص و طمع پر خصوصی نگاہ رکھنا۔

۴۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا انفراداً واجتماعاً بہت اہتمام رکھنا۔ ان کے احکام اور آداب کو بھی معلوم کرنا۔ فضائل تبلیغ میں سے حدیث نمبر ۳ تا ۷ کو بار بار پڑھنا بالخصوص حدیث نمبر ۵ کو۔

۵۔ صفائی ستھرائی کا التزام رکھنا۔ بالخصوص دروازوں کے سامنے جن میں مساجد و مدارس کے دروازے خصوصاً توجہ کے مستحق ہیں ان کے سامنے زیادہ اہتمام صفائی کا رکھنا۔

۶۔ نماز کی سنن میں سے قراءت، رکوع، سجدہ اور تشہد میں انگلی اٹھانے کے طریقہ کو سیکھنا نیز اذان واقامت کی سنن کو توجہ سے معلوم کر کے ان پر عمل کی مشق کرنا۔

۷۔ سنن عادات کا بھی خاص خیال رکھنا، مثلاً کھانے پینے، سونے جاگنے، ملنے جلنے وغیرہ۔ مسنون طریقہ پر عمل کرنا۔

۸۔ کم از کم ایک رکوع کی تلاوت روزانہ کرنا اور اس میں کلام پاک کے حُسن و جمال کی زیادہ سے زیادہ رعایت کرنا۔ یعنی قواعد اخفاء واظہار، معروف ومجہول وغیرہ کا لحاظ رکھنا اور درود شریف کم از کم ۱۱ مرتبہ ہر نماز کے بعد پڑھنا یا ایک تسبیح کسی نماز کے وقت تین سو مرتبہ روزانہ پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

۹۔ پریشان کن حالات ومعاملات میں یہ سوچ کر شکر کرنا کہ اس سے بڑی مصیبت وپریشانی میں مبتلا نہیں ہُوا۔ مثلاً بخار آنے پر یہ سوچنا کہ پیشاب تو بند نہیں ہُوا ہے، فالج، جنون اور قلبی امراض سے تو بچا ہُوا ہوں، نیز یہ اعتقاد رکھنا کہ بیماری سے گناہ معاف ہو رہے ہیں یا اس پر اجر وثواب ہو گا۔

۱۰۔ اپنے شب وروز کے اعمال کا شرعی حکم معلوم کرنا جن کا علم نہیں ہے کہ آیا وہ اوامر یعنی فرض، واجب، سُنتِ موکدہ، سُنت غیر موکدہ، مستحب ومباح میں سے ہیں یا نواہی یعنی کفر وشرک، حرام، مکروہ تنزیہی یا تحریمی میں سے اور جو اعمال خدانخواستہ منکرات میں سے معلوم ہوں ان کو جلد از جلد ترک کرنا۔

❁❁❁❁

نقش قدم نبی کے ہیں جنت کے راستے
اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرما رہے ہیں کہ جو مومن نیک عمل کرے گا اس کو پاکیزہ زندگی دوں گا اور جو میری نافرمانی کرے گا اس کی زندگی تلخ کر دی جائے گی۔ اسی لیے ہمارے اکابر فرماتے ہیں کہ دین پر عمل آخرت کی نجات کا مدار تو ہے ہی دنیا کی زندگی میں بھی راحت، چین اور سکون حاصل کرنے کا ذریعہ ہے۔

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وعظ ''کیف روحانی کیسے حاصل ہو؟'' میں ارشاد فرمایا ہے کہ روحانی سکون واطمینان دین پر عمل کرنے ہی سے حاصل ہوتا ہے مگر دین پر اس کی اصل روح کے مطابق عمل اللہ والوں کی صحبت ہی سے حاصل ہوتا ہے۔ اللہ والوں کی صحبت سے اللہ کی محبت نصیب ہوتی ہے اور جسے اللہ تعالیٰ کی محبت حاصل ہوگئی اس کی علامت یہ ہوتی ہے کہ وہ ہر وقت اللہ کی یاد کے بہانے ڈھونڈتا رہتا ہے، اللہ کو یاد کرنے کے لیے اس کا دل بے چین رہتا ہے اور اسی بے چینی میں درحقیقت صدہا چین پوشیدہ ہوتے ہیں۔

www.khanqah.org

ناشر

کتب خانہ مظہری